ابراہیم علیہ السلام کا وہ خواب ہے جس میں انہوں نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ حدیث میں پہلی قسم کے نزول کی کیفیت اس طرح بیان کی گئی ہے :۔

آپ فرماتے ہیں "پہلے جرس کی سی آواز سنائی دیتی ہے، میں خاموش ہو کر ہمہ تن گوش ہو جاتا ہوں، وحی کو سنتا ہوں اور یاد کر لیتا ہوں۔ بعض حالات میں ایسی شدت کی تکلیف محسوس ہوتی ہے کہ بس معلوم ہوتا ہے کہ اب دم گھٹ جانے والا ہے" (مسند احمد)۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نزول وحی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہو جاتا تھا، آپ سر جھکا لیا کرتے تھے، سخت سردی کے زمانہ میں موتی کی طرح پسینے کے قطرے آپ کی پیشانی سے ڈھلکنے لگتے تھے۔

مایوحیٰ اور ما انزل اللہ سے قرآن اور سنت دونوں مراد ہیں۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحیِ الٰہی کے متبع تھے، یہ وحی قرآن و سنت دونوں پر مشتمل تھی۔ اس میں آپ کی خواہش کا کوئی دخل نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احکامِ الٰہی کو نافذ اور حدود اللہ کو قائم کرنے کے لیے تشریف لائے تھے نہ کہ ان کو کم و بیش کرنے یا توڑنے کے لیے۔ اس لیے یہاں اس قسم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہاں یہ حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی خفی (سنت) کے ذریعہ قرآن مجید کے معانی اور مصداق کو متعین فرمایا، اور قرآنی اصول و ضوابط کی روشنی میں حلال و حرام کی ایسی فہرست بھی آپ نے امت کو بتائی جو قرآن میں صراحتہً مذکور نہیں ہے۔

قرآن حکیم نے آپ کے اس منصب کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :۔

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ۔ (اعراف - ۱۵۸)	نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال ٹھیراتے ہیں اور خبیث (گندی) چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔

(۳) اس سوال کے پیچھے دراصل یہ ذہن کام کر رہا ہے کہ عہد نبوی اور صحابہ کرام کے دور میں تو احادیث کا نام و نشان بھی نہ تھا، یہ تو دو سو سال کے بعد وجود میں آئیں، اور یہ کہ جو دینی سرمایہ کتابی شکل میں مدون نہ ہو اس پر عملدرآمد کیسے کیا جا سکتا ہے؟ اصل معاملہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء نے

کتاب و سنت ہی کے ذریعہ دین کی تبلیغ کی، اور یہ دونوں ان کے لیے دستورالعمل نہیں، یہ تبلیغ اپنی جگہ کامل و مکمل تھی، یہ ضروری نہیں ہے کہ جس شئے کی تبلیغ کی جائے وہ کتابی شکل میں مرتب شدہ بھی ہو۔

ظاہر ہے کہ قرآن حکیم ۲۳ سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا اترتا رہا۔ اور عہد رسالت کے آخری لمحات میں لوگوں نے اُسے مرتّب شکل میں اپنے کانوں سے سُنا اور دوسروں تک پہنچایا، لیکن کیا اس وقت وہ مکمل طور پر کتابی شکل میں موجود تھا؟ کتابی شکل میں جمع و ترتیب کا کام حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھوں انجام پایا۔ جمع قرآن کے اس پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے کیا یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ قرآنِ حکیم کی تبلیغ حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت یا عہدِ نبوی کے آخری لمحات ہی میں جائز تھی، اس سے قبل نہیں؟

اُس دورِ سعادت کا تو یہ حال تھا کہ جب کوئی آیت اترتی تو صحابہ کرام خود بھی اس پر عمل کرتے اور دوسروں تک پہنچانے میں بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے۔ یہی طرزِ عمل ان کا حدیثِ نبوی کے ساتھ تھا۔

حدیث کے جمع و ترتیب کے تین دَور ہیں:۔

(۱) پہلا دور عہدِ نبوی اور صحابہ و تابعین کے زمانہ پر مشتمل ہے۔ یہ دور ۱۰۰ھ تک ختم ہوتا ہے۔ اس دور میں احادیث کے لکھنے اور جمع کرنے کا حکم خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دیا اور صحابہ کرام نے بھی اس کا اہتمام کیا۔ اس سلسلہ کی مثالیں تو بہت سی ہیں۔ یہاں صرف چند واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) فتح مکہ کے وقت ابو شاہ یمنی کی درخواست پر آپ نے اپنا خطبہ قلم بند کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ خطبہ نہایت اہم فقہی احکام پر مشتمل تھا۔ (صحیح بخاری۔ ج ۱۔ باب کتابۃ العلم، مسلم ج ۲۔ باب تحریم مکہ)۔

(۲) صحیفۂ علیؓ۔ اس میں حرمتِ مدینہ، دیت، جراحات اور اہلِ ذمہ کے احکام درج تھے۔ (بخاری۔ مشکوٰۃ کتاب القصاص ص۳۰۰)

(۳) رافع بن خدیج کو آپ نے احادیث لکھنے کا حکم فرمایا۔ (منتخب کنز العمال ج ۴۔ ص۵۵)۔

(۴) عمرو بن حزم کے ذریعہ آپ نے اہلِ یمن کو ایک مفصل کتاب ارسال فرمائی جس میں بہت سے فقہی احکام درج تھے (مشکوٰۃ۔ باب الدیات ص۳۰۳۔ مؤطا امام مالک ص۳۳۲۔ الاستیعاب ج ۲۔ ص۴۳۷)

(۵) صحیفۂ صادقہ۔ یہ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا مرتب کیا ہوا تھا۔ وہ خود کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ